ڈاکٹر صوفیہ یوسف
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، شاہ عبد اللطیف یونی ورسٹی، خیرپور، سندھ

سراج اورنگ آبادی

Dr. Sofia Yousaf
Asst. professor,Depatmet of Urdu, Shah Abdul Latif Univeristy, Khairpur, Sindh

Siraj Aurangabadi

Deccan was center of Islamic missionary movements in the 8th century of the Hijri; as well as it is the first centre of Urdu Language and poetry. The different rulers of this region paid attention towards the promotion of art, architecture, music and literature. After Wali Dakni, Siraj Aurangabadi was one of the important poets from Deccan to have left deep imprint on the tone and diction of Urdu poetry; and actually led life of mystic. This paper elaborates the mystics, balance of emotions and secular angle of Siraj's Poetry.

سرزمینِ دکن ہمیشہ ہی صوفیا کرام کو اپنی طرف متوجہ کرتی رہی اور یہ خطہ آٹھویں صدی ہجری سے ہی اسلامی تبلیغی تحاریک کا مرکز رہا۔ دکن آنے والے اولین صوفیا کرام نے کہر(۱) (فتح نگر/اورنگ آباد) کو اپنا مسکن بنایا(۲)۔ بالکل اسی طرح اردو شاعری اور نثر کا باقاعدہ آغاز کا سہرا بھی اسی خطے کے سر ہے۔

بہمنی سلطنت (۱۳۵۰۔۱۵۲۵ء) کا زمانہ تخلیقی فنون کے لیے بہت سازگار تھا۔ یہ سلاطین صوفیا سے گہری عقیدت رکھتے تھے، اس لیے یہاں کی تہذیبی تشکیل میں صوفیانہ روایات کا بھی موثر کردار رہا۔ سلاطینِ بہمنی کی ذاتی دل چسپی اور شاہانہ سرپرستی کے باعث فنِ تعمیر، خطاطی اور دیگر فنون میں اہم شاہ کار تخلیق ہوئے۔ اس دور کے دکنی شعرا (قدیم اردو) میں نظامی، خواجہ بندانواز گیسودراز، لطفی، میراں جی شمس العشاق، فیروز اور اشرف بیابانی اہم ہیں (۳)۔ نظامی کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ قدیم اردو کا نقشِ اول بھی ہے اور بہمنی دور کے ادب کا پہلا ثمر بھی۔ جس میں فارسی اسلوب کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے جو مستقبل کے شعری اسالیب کا مستقل حصہ بن گئی (۴)۔ جب بہمنی سلطنت کے بعد یہ علاقہ پانچ الگ الگ ریاستوں میں تقسیم ہو کر دنیا کے نقشے پر اُبھرا تو ان سب سلطنتوں میں اردو ایک عام بول چال کی زبان کے طور پر جڑیں پکڑ چکی تھی اور رفتہ رفتہ بادشاہوں کی زبان بن گئی (۵)۔

عادل شاہی سلاطین اہلِ علم وفن کے بڑے قدردان تھے جن کی سرپرستی میں بیجاپور علم وادب، مصوری، موسیقی اور فنِ تعمیر کے اساتذہ کا مرکز بن گیا۔ محمد عادل شاہ کے دور میں دکنی ادب کو عروج ملا اور خانقاہوں اور درگاہوں میں صوفیانہ ادب بھی تسلسل کے ساتھ تخلیق ہوتا رہا، جو

مقامی زبان کی ترقی وترویج کا سبب بنا۔اس دور کہ اہم شعرا میں (صوفیا/اور مذہبی شار) برہان الدین جانم،عبدل، مقیمی،امین الدین اعلیٰ،حسن شوقی،نصرتی اہم ہیں(۶)۔

قطب شاہی سلاطین (۱۵۱۸۔۱۶۸۶ء)(۷) نے اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ یہ حکمران شعروادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ان میں محمد قلی قطب شاہ معانی اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں اوران کا دیوان اردو ادب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ان حکمرانوں نے تقریباً پونے دوسو سال حکمرانی کی اورشعروادب کے ساتھ ساتھ عوام کی فلاح و بہبود اورتعلیم عام کرنے کے لیے بھی اہم اقدامات کیے۔اس دور کے اہم شعرا میں محمد قلی قطب شاہ کے علاوہ محمود،خیالی محمد قطب شاہ،وجہی،ابن نشاطی،فائز اورتانا شاہ اہم ہیں(۸)۔قطب شاہی سلطنت کے اختتام سے ریاست میں تہذیبی اور سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور دکن پر براہ راست فارسی کے اثرات تیزی سے مرتب ہونا شروع ہوئے۔

۱۶۷۱ء سے ۱۹۴۸ء تک دکن پر آصف جاہی سلاطین نے حکمرانی کی (۹)۔ان حکمرانوں نے بھی اپنے پیشروں کی طرح اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ یہ خطہ نہ صرف مردم خیز ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہے کہ اسے تقریباً تمام سلاطین اسے ملے جو شعروادب کا اعلیٰ ذوق اورعلم وفن سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔اس سرزمین نے جہاں بڑے بڑے شعرا کو جنم دیا وہیں اس نے اردو کو ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی جیسے غزل گوشعرا دیئے جن کی شاعری سے شمالی ہندوالوں نے اپنی شاعری کا چراغ روشن کیا(۱۰)۔

سراج کا تعلق اورنگ آباد سے تھا۔اگر اورنگ آباد کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو ۱۶۱۰ء میں احمد نگر کے مرتضیٰ نظام شاہ کے وزیر اعظم ملک امبر نے ایک نیا شہر کہر کے قریب آباد کیا اوراسے اپنا دارلحکومت بنایا۔ دس سال کے عرصے میں اس شہر نے بہت ترقی کی۔ملک امبر کوفنِ تعمیر سے بہت لگاؤ تھا یہاں کی عمارات آج بھی ملک امبر کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ۱۶۲۶ء میں اُس کی وفات کے بعد اس کے جانشین (بیٹا) فتح خان نے اس شہر کا نام بدل کر فتح نگر رکھ دیا۔۱۶۳۳ء میں نظام شاہی سلطنت کا خاتمہ ہوا اور دولت آباد، فتح نگر پر مغلوں کی عملداری قائم ہوگئی۔۱۶۵۳ء میں شہزادہ اورنگ زیب کو جب دکن کا دوسری مرتبہ گورنر (صوبہ دار) مقرر کیا گیا تو اس نے فتح نگر کو اپنا دارلحکومت بنایا اور اس کا نام بدل کر اورنگ آباد رکھ دیا(۱۱)۔

اورنگ آباد کے شعرا کی زبان صاف اورسادہ ہے۔فارسی کے ہلکے سے اثر کے باوجود دکن کا لب ولہجہ اورالفاظ وروابط جو اہل دکن کے ساتھ مخصوص تھے ان شعرا کے کلام میں بھی ملتے ہیں۔مولانا سید عبدالحئی لکھتے ہیں کہ:

> ’اس دور کے شاعروں کا اندازِ بیان بہت صاف،سادہ ہے جو کچھ آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں اوراس سے دل میں جو خیالات گذرتے ہیں وہی زبان سے کہہ دیتے ہیں۔دور کی تشبیہیں ، نازک استعارے نہیں بولتے اسی واسطے اشعار صاف وبے تکلف ہیں‘۔(۱۲)

۱۶۸۷ء میں سقوطِ گولکنڈہ کے بعد پرانی ادبی ولسانی روایت کا خاتمہ ہوا اورمغلیہ طرز زندگی کا براہ راست اثر یہاں کی تہذیب،علم وفن اور ادب پر پڑا اوردکن نے دلی کے لسانی اثرات تیزی سے قبول کیے۔ یہ لسانی غلبہ پہلی بار ولی دکنی کی شاعری کے ذریعے نقش اول کے طور پر سامنے آیا۔ولی دکنی (۱۶۶۸ء۔۱۷۴۴ء) کی شاعری کا مزاج،لب ولہجہ کی تبدیلیوں کے باوجود دکنی ہی رہا(۱۳)،لیکن یہ لسانی اثرات سراج اورنگ آبادی کی شاعری میں واضح اور گہرے نظر آتے ہیں اوران کی شاعری نئے آہنگ کی پہچان بن گئی جو ایک نئی لسانی روایت کی نقیب ہے۔

سراج کا پورا نام سید سراج الدین، تخلص سراج، اورنگ آباد کے سادات گھرانے میں ۱۷۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سید درویش سے حاصل کی جو ایک عالم دین اور صوفی منش بزرگ تھے۔ سراج ایک منفرد اور ذہین بچے تھے۔ ۱۲ برس کی عمر میں انھوں نے عربی اور فارسی کی تعلیم مکمل کر لی تھی۔ ۱۳ برس کی عمر (۱۴) میں آپ نے مثنوی ''بوستانِ خیال'' تخلیق کی۔ اس مثنوی میں سراج نے رزمیہ انداز میں انسانی جذبات، عشق، غم، خواہشات و تمنائیں اور زندگی کے رموز کی صورت گری کی ہے۔ مثنوی کے چند اختتامی اشعار دیکھیے:

گزر گئی مری بت پرستی میں عمر　　　کٹی غفلت و جہل و مستی میں عمر

میں اب چاہتا ہوں کے ہوشیار ہوں　　　اب اس خوابِ غفلت سے بیدار ہوں (۱۵)

انھوں نے فارسی شعرا کے کلام کا انتخاب ''منتخب دیوانہا'' کے نام سے مرتب کیا جو ان کے اعلیٰ شعری مذاق کی دلیل ہے (۱۶)۔ مولانا سید عبد الحئی لکھتے ہیں کہ:

'عنفوانِ شباب میں غلبہ شوق سے از خود رفتگی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ سات برس تک برہنہ پا و برہنہ سر شاہ برہان الدین غریب کے روضہ کے اطراف چکر کاٹتے رہے۔ اس عالم بے خودی میں فارسی اشعار منہ سے بے ساختہ جاری ہوئے۔ سید عبدالرحمٰن چشتی (متوفی ۱۱۶۱ھ) کی دعا سے صحت یاب ہوئے اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی'۔ (۱۷)

سراج کے فارسی اشعار کا اسلوب نہایت سادہ اور زبان صاف ہے۔ چند فارسی اشعار دیکھیے:

گل بے رنگِ حقیقت کہ بہ دامانم بود
ہمچو اشک از مژہ خویش چکیدم دیدم

....

نماز عشق ادا کردنی است عاشق را
خوشم کہ دست ز جاں شُستم و وضو کردم

....

آتشی در دلِ واسوختہ افتاد سراج
باز سیماب ز خاکسترِ اکسیر چکید (۱۸)

سراج کا اردو دیوان جو پانچ ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس میں غزلیں، مثنویاں، قصیدے، ترجیع بند، مخمسات اور رباعیات شامل ہیں صرف پانچ سال کے عرصے میں لکھا گیا اُس وقت ان کی عمر چوبیس برس تھی (۱۹)۔ ان کا دیوان عبدالرسول خاں (۲۰) نے ۱۷۳۹ء میں مرتب کیا (۲۱)

شاید کہ بعد مرگ کریں خاص وعام یاد
مشہو رنہیں سراج کا شیریں سخن ہنوز

....

اے سراج آرزوے قند نہیں
شعر تیر ا ہے جوں نبات لذیذ (گل رعنا ص۹۴)

۱۷۳۹ء کے بعد سراج نے اپنے پیرو مرشد شاہ عبدالرحمٰن چشتی کے حکم کی بجا آوری میں شاعری ترک کر دی۔اس سلسلے میں ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں کہ:

'ان کی شخصیت اور شاعری کے مزاج کے پیشِ نظر معلوم ہوتا ہے کہ عشق کی وہ آگ، جواُن کے تخلیقی راستوں کو روشن کیے ہوئے تھی، جیسے ہی بجھنی شروع ہوئی، شاعری کی شمع بھی اسی کے ساتھ گل ہونے لگی۔خود سراج کو بھی اس بات کا احساس تھا:

سراج طبع کے سب جوہروں کورول چکا   نہیں رہا سخن آبدار کا موتی   '(۲۲)

سراج ذہن انسانی کی مختلف کیفیات واحساسات کو خوب صورتی اور نزاکت سے بیان کرنے ،اور الفاظ کو گرفت میں لینے کی زبردست صلاحیت رکھتے ہیں۔ان کے اشعار ایہام،تکلف وبناوٹ سے پاک ہیں وہ جذبے کی شدت کے باوجود اظہار میں توازن کو برقرار رکھتے ہیں جو مشرقی تہذیب کا خاصہ ہے:

خاموش نہ ہو سوزِ سراج آج کی شب پوچھ
بھڑکی ہے مرے دل میں ترے غم کی اگن بول(☆☆)

ان کی غزل میں ہجر وفراق کے تجربے کثرت سے ملتے ہیں جس کے پس منظر میں اُن کا تجربہ عشق ووارفتگی موجود ہے جو اُن کے کلام میں غم ویاس کی تپش کو بڑھا دیتا ہے:

اگن میں ہجر کی جلتا ہوں میں سدا جاناں
زُلالِ وصل سیں یہ آگ آبجھا جاناں
بارشِ آبِ اشک ہے درکار
داغ ہجراں کے بیج بوتا ہوں
جدائی میں تری اے لالہ رخسار
جگر پر داغ کی گل کاریاں ہیں

ہجر کی شب میں نہیں ہے تاب وطاقت اے سراج
کون سا دن ہے کہ جس میں لالہ وزاری نہیں (☆☆☆)

سراج غم میں بھی سرشار وسرمست نظر آتے ہیں اور محبوب کی بے رخی کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

سب پر ہے کرم ، مجھ پہ ستم ، کیا ہے دو رنگی
دل دار کسی کا ہے ، دل آزار کسی کا
جدا مجھ سیں ہوا وو دلبر جادو نظر مجھ سیں
جدا ہوتا نہیں یک آن خاطر سیں خیال اُس کا
دن بدن اب لطف تیرا ہم پہ کم ہونے لگا
یا تو تھا ویسا کرم یا یہ ستم ہونے لگا (☆☆☆)

سراج کی شاعری عشق کے گرد گھومتی ہے، محبوب ہی اُن کی شاعری کا مرکزی نقطہ ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی سراج کی شاعری کا تجزیہ اس طرح کر تے ہیں:

'پوری اردو شاعری کے پس منظر میں سراج کی شاعری کو رکھ کر دیکھا جائے تو وہ اردو شاعری کے راستے پر ایک ایسی مرکزی جگہ کھڑے ہیں جہاں سے میر، درد، مصحفی، آتش، مومن، غالب اور اقبال کی روایت کے راستے صاف نظر آرہے ہیں۔' (۲۳)

عشق کے علاوہ ان کی شاعری میں تصوف، فلسفے کی آمیزش بھی موجود ہے۔ وہ عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف سفر کرتے ہیں، اسی لیے سرشاری وورافت گی کی جو شدت ان کے عشقیہ کلام میں ہے وہی تپش، سوز وبے خودی تصوف اور فلسفیانہ نکات کے اظہار میں ملتی ہے۔ مثال کے طور پر درجہ ذیل اشعار دیکھیے:

دریائے بے خودی کو نہیں انتہا سراج
غواصِ عقل وہوش کوں واں بھوک چوک ہے

....

کسی کو رازِ پنہاں کی خبر نہیں
ہماری بات کوں ہم جانتے ہیں

....

راہِ خدا پرستی ہے اول ہے خود پرست

ہستی میں نیستی اور نیستی میں ہستی
جلنے میں شمع بولی مجکوں سراج یک شب
کرتی ہے بلندی آخر کوں عزمِ پستی

....

خبرِ تحیرِ عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تُو رہا، نہ تو میں رہا، جو رہی سو بےخبری رہی
شہِ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی (☆☆)

سوزِ عشق ہی ہے جس نے سراج کی شخصیت میں خوش مذاقی، بے نیازی اور انکساری کو جنم دیا:

دیوانہ قیدِ ہوش سے آزاد ہوگیا
شکرِ خدا کہ پاؤں کی زنجیر کٹ گئی (☆☆)

ان کے کلام میں دوامی شاعری کے تمام لوازمات موجود ہیں۔ انھوں نے اردو شاعری کو ایک نیا معیار دیا۔ حسن و عشق کے کرشمے، توحید و معرفت، شگفتگی، بلندی اور سادگی ان کے کلام کی اہم خصوصیات ہیں:

آہِ سوزاں سے مرے دامنِ صحرا میں سراج
قبرِ مجنوں پہ چراغاں نہ ہوا تھا سو ہوا

....

نہیں ہے تاب مجھے سامنے ترے جاناں
کہاں سراج کہاں آفتابِ عالمتاب

....

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوقِ قمری ہے طرۂ شمشاد

....

شعلہ خو جب سے نظر آتا نہیں
لوٹتا ہے تب سے انگاروں پہ دل

....

مجھ نگینِ داغِ دل پر نقش ہے حرفِ وفا
عشق کی امت میں ہوں مہرِ نبوت کی قسم

....

نہ پوچھو خود بخود کرتا ہوں تعریف اُسکے قامت کی
کہ یہ مضمون مجکو عالمِ بالا سے آتے ہیں

....

مدّت سے گم ہوا دل بیگانہ اے سراج
شاید کہ جا لگا ہو کسی آشنا کے ہاتھ (گلِ رعنا۹۷)

سراج اورنگ آبادی، ولی دکنی کے بعد دوسرے ایسے غزل گو شاعر ہیں جن کے طرزِ بیان اور لے نے اردو شاعری پر قابل ذکر اثرات مرتب کیے۔ اُن کی غزلوں پڑھتے ہوئے کہیں کہیں یہ احساس بھی ہوتا ہے کے وہ 'حافظ' سے متاثر ہیں۔ سراج کے متصوفانہ تجربات نے ان کی غزل کو ایک منفرد نغمگی اور درد عطا کیا ہے، نتیجتاً ان کی غزل میں دو مخصوص تہیں موجود ہیں: ایک صوفیانہ اور مابعد الطبیعاتی، جب کے دوسری مادی یا دینوی۔ ان کے اس رنگ کے شمالی ہند کے اردو شعرا پر بھی اثرات ملتے ہیں۔ خاص طور پر علامہ اقبال کی مابعد الطبیعاتی تجربات کو پیش کرتی ہوئی غزلیں اُسی تہذیبی تسلسل کا پتہ دیتی ہیں جس کا آغاز سراج اورنگ آبادی سے ہوا تھا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ رام بابو سکسینہ (۲۰۰۴) تاریخ ادب اردو، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص ۷۲۔

۲۔ www.history-revist.com

۳۔ محمد نجم الغنی مولوی (س ن) بحر الفصاحت (جلد اول) مقبول اکیڈمی لاہور ص ۲۸۔

۴۔ تبسم کاشمیری ڈاکٹر (۲۰۰۳) اردو ادب کی تاریخ ابتدا سے ۱۸۵۷ تک۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص ۱۰۲۔

۵۔ جمیل جالبی ڈاکٹر (۱۹۹۵) تاریخ ادب اردو (جلد اول) مجلس ادب لاہور ص ۱۴۹۔

۶۔ ایضاً ص ۱۹۹۔

۷۔ ایضاً ص ۳۷۹۔

۸۔ رام بابو سکسینہ (۲۰۰۴) تاریخ ادب اردو، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص ۶۳۔

۹۔ مجیب الاسلام ڈاکٹر (۱۹۸۷) دارالترجمہ عثمانیہ کی علمی اور ادبی خدمات، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ اردو بازار دہلی ص ۱۵۔

١٠ ۔ تبسم کاشمیری ڈاکٹر (٢٠٠٣) اردو ادب کی تاریخ ابتدا سے ١٨٥٧ء تک۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص ٢١٢۔

١١ ۔ www.maharashtre.gov.in/gazetter.php.

١٢ ۔ عبدالحئی سید مولانا (١٣٧٠ھ) گل رعنا تذکرہ شعراے اردو (طبع چہارم) مطبع معارف اعظم گڑھ ص ٤٠۔٤١۔

١٣ ۔ تبسم کاشمیری ڈاکٹر (٢٠٠٣) اردو ادب کی تاریخ ابتدا سے ١٨٥٧ء تک۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ص ٢٠٨۔

١٤ ۔ www.urduyouthforum.org/biogrophy.php.

١٥ ۔ جمیل جالبی ڈاکٹر (١٩٩٥) تاریخ ادب اردو (جلد اول) مجلس ادب لاہور ص ٥٨١۔

١٦ ۔ حامد علی خاں مولانا (مدیر اعلیٰ) اردو انسائیکلو پیڈیا (جلد اول) نشر و اشاعت شیخ نیاز احمد لاہور ١٩٨٧۔

١٧ ۔ عبدالحئی سید مولانا (١٣٧٠ھ) گل رعنا تذکرہ شعراے اردو (طبع چہارم) مطبع معارف اعظم گڑھ ص ٩٤۔

١٨ ۔ ایضاً ص ٩٥۔

١٩ ۔ جمیل جالبی ڈاکٹر (١٩٩٥) تاریخ ادب اردو (جلد اول) مجلس ادب لاہور ص ٥٦٨۔

٢٠ ۔ عبدالحئی سید مولانا (١٣٧٠ھ) گل رعنا تذکرہ شعراے اردو (طبع چہارم) مطبع معارف اعظم گڑھ ص ٩٤۔

٢١ ۔ جمیل جالبی ڈاکٹر (١٩٩٥) تاریخ ادب اردو (جلد اول) مجلس ادب لاہور ص ٥٦٨۔

٢٢ ۔ ایضاً ص ٥٧٤۔

☆ ۔ عبدالرسول خاں سارج اورنگ آبادی کے برادر طریق تھے۔

☆☆ ۔ شاہ ضیاء الدین پروانہ (مرتب) انوار سراج، اورنگ آباد ١٩٢٥۔

☆☆☆ ۔ چمنستان شعرا، انجمن ترقی اردو ١٩٢٨۔